اشاعت ۔ اسلامی مشن سنت نگر ۔ لاہور

طباعت ۔ سید سنٹر اردو بازار ۔ لاہور

کتابت ۔ عبدالمجید امجد ۔ صداقت پارک لاہور

حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی پیروکار

مسیحی یا مسلمان؟

(ایک دلچسپ تحقیقی مطالعہ)

تالیف

محمد اسلم رانا بی اے (آنرز) (درجہ اول)، ڈی او پی گریجویٹ

اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

فہرست مضامین

نسلِ انسانی کا ایک کثیر حصّہ حضرت مسیح علیہ السلام کا معتقد ہے۔ مسیحی مسیح کی تعریف کرتے نہیں تھکتے جب کہ مسلمانوں کا ایمان ہے۔ کہ حضرت کے اصل مقام کو وہی پہچانتے ہیں اور مسلمان ہی ان کے سچے اور حقیقی پیروکار ہیں۔ ہم ان دونوں نظریات کی صداقت کی جانچ پڑتال کے لیے پہلے مسیحی کتب مقدسہ کے مجموعہ، بائبل سے مسیح کا تعارف شخصیت اور تعلیمات پیش کریں گے اور پھر ان ہی نکات کی روشنی میں قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے۔

الوہیتِ مسیح

مسیحیوں کے عقاید میں الوہیت مسیح یعنی مسیح کو خدا ماننا سرِ فہرست ہے۔ اس عجیب و غریب عقیدہ کی ایک وضاحت مطالعہ فرمایئے:

"ہم اکثر یہ سوال سنتے ہیں۔ اگر یسوع (مسیحی مسیح کو یسوع بھی کہتے ہیں۔ اعلم) خدا ہے تو جب وہ مریم کے رحم میں یا پنگوڑے یا قبر میں تھا تو کائنات کو کون چلا رہا تھا۔ ایک مثال مندرج ہے۔ میں ایک بالٹی لے کر سمندر میں اترتا ہوں۔ اور اسے پانی سے بھر لیتا ہوں۔ سمندر کی تمام مچھلیوں کا کیا بنے گا؟ آپ فوراً کہیں گے۔ اس سے مچھلیوں کو کیا فرق پڑے گا؟

میرا جواب ہے۔ مچھلیاں پانی کے بغیر نہیں رہ سکتیں اور اس وقت پانی میری بالٹی میں ہے۔"

ہر جگہ حاضر خدا جب مسیح میں تھا۔ تو بے شک پھر بھی وہ دوسری تمام جگہوں

پر موجود تھا۔"

(CHRISTIANS ANSWER MUSLIMS
BY GERHARD NEHLS: 1980, P.93)

۲۔ مسیح پوجا

مسیحی اگرچہ خدا پرست اور توحید پرست ہونے کے زبردست مدعی ہیں۔ تاہم ان کی عبادات میں خدا کی نسبت مسیحؑ معبود کو کہیں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لندن بائبل کالج میں مطالعہ جدید (بائبل کے دو حصے ہیں۔ عہد عتیق کو یہودی اور مسیحی دونوں مقدس مانتے ہیں۔ جب کہ عہد جدید صرف مسیحیوں کے ہاں ہی مقدس ہے۔ اسلم) کے سینئر لیکچرر پادری ڈاکٹر آر۔ ٹی فرانس رقمطراز ہیں:۔

"مسیحیت کی بنیاد مسیح پوجا ہے۔"

(THE WORLD'S RELIGIONS: 1982, P.336)

۳۔ تثلیث

تثلیث مسیحیوں کا مشہور عقیدہ ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے:۔

"مسیحیت کے عقیدہ تثلیث کو نہایت عمدگی سے اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ باپ خدا ہے۔ بیٹا بھی خدا ہے۔ روح القدس بھی خدا ہے۔ بایں ہمہ وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے۔"

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۶۰ء جلد ۲۲ صفحہ ۴۷۹ کالم ۲)

۴۔ تجسیم خداوندی

مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیحؑ مجسم خدا تھا۔ مسیحؑ انسانی جامہ میں خدا تھا یعنی خدا نے مسیحؑ کا انسانی

لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ پادری نہلز کی وضاحت یوں ہے :۔

"مسیح خدا نہیں بنا تھا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ خدا مسیح بنا" (صفحہ ۹۳)

(۵) مجسّم کلام مسیحؑ کے مجسّم کلام ہونے کا مسئلہ انجیل یوحنا کے شروع میں یوں مندرج ہے :۔

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی ۔۔۔۔ اور کلام مجسّم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال"

(انجیل یوحنا باب اول دروس ۱ تا ۴، ۱۴)

۶۔ مسیحؑ ملعون موجودہ مسیحیت کے اصل بانی اور مسیحؑ کے خود ساختہ رسول پال عرف پولسؔ کا یہ نوشتہ مسیحیوں کا معروف عقیدہ ہے :۔

"مسیحؑ جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے۔ کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔"

(بائبل۔ گلیتون ۳ : ۱۳)

واضح ہو کہ یہودی اور مسیحی انبیاء کرام کے اسماء گرامی کے ساتھ عزت و آداب کے القابات نہیں لکھتے۔ ایسے عقاید باعث حیرت ہیں۔ اہل اسلام

۷۔ مصلوبی کی لعنتی موت

بائبل میں شامل چاروں انجیلوں میں بوضاحت تحریر ہے۔ کہ یہودیوں نے مسیحؑ کو رومی حاکم کے ہاتھوں مصلوب کرایا جو ان کے ہاں ایک مردود اور لعنتی موت تھی۔ صلیب مسیحیوں کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ جس پر موجودہ مسیحیت کی عمارت کھڑی ہے۔

۸۔ مصلوبی سے پہلے ذلت آمیز سلوک

انجیل متی میں لکھا ہے:

"اس پر حاکم کے سپاہیوں نے یسوعؑ کو قلعہ میں لے جا کر ساری پلٹن اس کے گرد جمع کی اور اس کے کپڑے اتار کر اسے قرمزی چوغہ پہنایا۔ اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اس کے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب! اور اس پر تھوکا اور وہی سرکنڈا لے کر اس کے سر پر مارنے لگے۔ اور جب اس کا ٹھٹھا کر چکے۔ تو چوغہ کو اس پر سے اتار کر پھر اسی کے کپڑے اسے پہنائے۔ اور مصلوب کرنے کو لے گئے۔" (متی ۲۷: ۲۷-۳۱)

انجیل لوقا کی گواہی یہ ہے:

"اور جو آدمی یسوعؑ کو پکڑے ہوئے تھے۔ اس کو ٹھٹھوں میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا؟ اور انہوں نے طعنہ سے اور بھی بہت سی باتیں اس کے خلاف کیں۔"

(لوقا ۲۲: ۶۳ تا ۶۵)

مسیح کا تجرد کبھی مسیح کا تجرد یعنی شادی نہ کرانا مستحسن سمجھا جاتا تھا۔ تاریخ کلیسیا کے مشہور امریکی محقق پروفیسر جارج پارک فشر ڈی ڈی ایل ایل ڈی مسیحیت کے پہلے دور (۱۰۰ تا ۳۱۳ء) کے عقاید وغیرہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مریم کے دائمی کنوارپن (اگرچہ انجیلوں میں مریم کی باقاعدہ شادی اور بال بچوں کا ذکر ہے۔ تاہم مسیحی ان کے دائمی کنوارپن کے بھی قائل ہیں۔ - اسلم) مسیحؑ اور یوحنا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) بپتسمہ دینے والے کے شادی نہ کرانے میں عقیدہ اور کبھی غیر شادی شدہ رہنے کے فوائد مثلاً یہ کہ اس سے نیکی کرنے کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں، نے یہ تاثر پیدا کرنے میں بہت حصہ لیا۔ کہ شادی سے پرہیز قابلِ تعریف اور خوش آئند ہے"

(HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH BY PROF. GEORGE PARK FISHER D.D.LLD 1888. P62)

ادھر پاکستان کے لشب پادری خورشید عالم ڈی ڈی اپنے ایک "کھلے خط" کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں:-

"انگلیکانی کلیسیا (کلیسیائے انگلستان - اسلم) کا سربراہ بادشاہ ہو یا ملکہ "قانون برتری" کے باعث "سردار اعلیٰ اور محافظ دین" ہے۔ لیکن موجودہ پارلیمان نے محافظِ دین کی رضامندی سے "ہم جنسی" غیر فطری گناہ کو تعزیرات میں نظر انداز کر دیا ہے۔ اور "ہم جنسی" کے بل کو منظور کر دیا ہے۔ اس رو سیاہی کو گناہ نہ ٹھہرانے کے لیے انگلیکن کینٹن کیھف مونٹ فادر نے جولائی ۱۹۷۱ء میں ربنا المسیح

کے شادی نہ کرنے اور مجرد رہنے کی وجہ "فعل خبیث" "HOMO SEXUALITY" بتاتی ہے۔ اور اسی کینن کو آرچ لشپ آف کینٹربری لشپ کے مقدس عہدہ پر فائز کر رہے ہیں۔" ۵ تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو

۱۰۔ ماں سے سلوک

اناجیل میں مسیحؑ کی زبانی ایسے بیانات منقول ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیحؑ اپنی ماں کی شایانِ شان عزت نہیں کرتے تھے۔ انجیل متی میں لکھا ہے:۔

جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ رہا تھا۔ اس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے اور اس سے بات کرنا چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں اس نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے۔ وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے

(انجیل متی ۱۲ : ۴۶ - ۵۰)

انجیل یوحنا کا بیان ہے:۔

"اور جب مے ہو چکی۔ تو یسوع کی ماں نے اس سے کہا۔ ان کے پاس مے نہیں رہی۔ یسوع نے اس سے کہا:۔ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے۔ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔"

(انجیل یوحنا ۲، ۳، ۴)

۱۱۔ **کفارہ** کفارہ مسیحیوں کا مشہور عقیدہ ہے۔ پادری ڈملو نے اپنی تفسیر کے صفحہ CXXVIII پر ان مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے :۔

"مسیح ہمارے لئے موا وہ مخلصی بنا اور ہمیں نجات دلائی۔ وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ بنا۔ وہ ہمارے لئے لعنت بنا اور ہماری طرف سے گناہ بنایا گیا۔" اس کی موت سے، اس کے خون بہانے سے، اس کے زندگی دینے سے اس کی صلیب سے مکانی پاکیزگی، گناہ سے دوری اور ابدی زندگی حاصل ہوتی ہیں"

(A COMMENTARY ON THE HOLY BIBLE BY THE REV. J.R. DUMMELOW M.A: 1944)

یعنی مسیح صلیب پر چڑھ کر ہمارے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔

۱۲۔ **مفت کی نجات** مسیحیوں کا کہنا ہے کہ یہودی شریعت جسمانی تھی۔ اس میں جسمانی عبادات پر زور دیا گیا۔ مسیحیت روحانیت کی علم بردار ہے۔ مسیحیوں کو شرعی احکام کی بجا آوری کی ضرورت نہیں ہے۔ پولس نے یہ تعلیم دی کہ مسیح نے مصلوب ہو کر ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی پابندی سے آزاد کرا دیا۔ چنانچہ کلسیوں کے نام خط میں لکھتا ہے :۔

"اور حکموں کی وہ دستاویز (توراتِ موسوی۔ اسلم) جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔

(بائبل کلسی ۲ : ۱۴)

مسیحی علماء شریعت سے گلو خلاصی کرانے پر خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ دو گواہیاں تحریر خدمت ہیں :-

"راہِ نجات جس کو لوگ توریت کے مطالعہ سے خدا کے صدہا احکام کی تعمیل سمجھے تھے مسیح نے اس کو ان لوگوں کے لئے جو خدا پر ایمان لانے کی وجہ سے دل کی تبدیلی حاصل کرتے ہیں۔ خدا کا مفت انعام بتایا ہے"

(کامل شریعت ترجمہ مسز الیف ڈی وارث مطبوعہ ۱۹۳۷ء صفحہ ۱۹)

پادری گیرڈنر نے وضاحت سے لکھا ہے :

"اب کسی تفصیلی شریعت، احکام اور ممنوعات اور ناسخ و منسوخ کی ضرورت نہیں رہتی"

(الہام مصنفہ پادری کینن ڈبلیو ایچ ٹی گیرڈنر مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۶۳)

۱۳۔ مسیح کا نسب نامہ

یہودیوں اور مسیحیوں دونوں قوموں کا خیال ہے کہ مسیح داؤدؑ کی نسل سے ہوگا۔

(بائبل کی کتاب یسعیاہ باب ۱۱)

متی نے اپنی انجیل کے شروع میں نسب نامہ اسی خیال کی تائید میں درج کیا ہے بائبل سے بی بی مریم صدیقہ نبی ہارون سے تعلق رکھتی ہیں (انجیل لوقا ۱: ۵، ۳۶) اگر مسیح کو مریم کا بیٹا لکھا جاتا تو وہ ہارونؑ کی نسل سے ثابت ہوتا اور اس کا داؤدؑ کی نسل سے ہونے کا مروّج عقیدہ باطل ٹھہرتا ہے۔ اس لئے متی نے مسیح کو یوسف کا بیٹا لکھا ہے۔ اور یوسف کو داؤدؑ کی نسل سے ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ مسیح کو یوسف بڑھئی کا بیٹا ہی لکھا گیا ہے۔ مثلاً مسیح کے کاموں پر حیران ہو کر

لوگ کہتے تھے :۔

"کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں ؟ اور اس کی ماں کا نام مریمؑ اور اس کے بھائی یعقوب اور یوسف اور شمعون اور یہوداہ نہیں ؟" (متی ۱۳ : ۵۵)

انجیل لوقا کا بیان ہے :۔ "کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں ؟" (لوقا ۴ : ۲۲)

بہر حال اب ہم متی کے نسب نامہ کا متعلقہ حصہ اور اس کی وضاحت درج کریں گے ۔

"یسوع مسیحؑ ابن داؤد ابن ابرہام کا نسب نامہ"

ابرہام سے اضحاق پیدا ہوا ۔ اور ضحاق سے یعقوب پیدا ہوا ۔ اور یعقوب سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے ۔ اور یہوداہ سے فارص اور زارح تمر سے پیدا ہوئے ۔ اور فارص سے حصرون پیدا ہوا ۔ اور حصرون سے رام پیدا ہوا ۔ اور رام سے عمینداب پیدا ہوا ۔ اور عمینداب سے نحسون پیدا ہوا ۔ اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا ۔ اور سلمون سے بوعز راحب سے پیدا ہوا ۔ اور بوعز سے عوبید روت سے پیدا ہوا ۔ اور عوبید سے یسی پیدا ہوا ۔ اور یسی سے داود بادشاہ پیدا ہوا ۔ اور داودؑ سے سلیمانؑ اس عورت سے پیدا ہوا ۔ جو پہلے اوریاہ کی بیوی تھی ۔ (متی ۱ : ۱ ۔ ۷)

لیاہ اور راخل دو نو سگی بہنیں اور ان کی لونڈیاں زلفہ اور بلہاہ یعقوب کی بیویاں تھیں ۔ راخل سسرال سے روانہ ہوتے وقت اپنے باپ لابن کے بت چرا لائی ۔ (بائبل کتاب پیدائش ۳۱ : ۲۰)

یعقوب کا گھرانہ اور ساتھی بیگانہ دیوتاؤں کو پوجتے تھے (پیدائش ۳۵ : ۲)

یعقوب کے بیٹے روبن نے اپنے باپ کی حرم اور سوتیلی ماں بلہاہ سے زنا کیا۔ جس کا یعقوب کو علم ہو گیا۔ (پیدائش ۳۵ : ۲۲) یعقوب کے بیٹے یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے زنا کیا (پیدائش ۳۸ : ۱۸) جس نے تمر نے فارص اور زارح جڑواں حرامی بچوں کو جنم دیا۔ (پیدائش ۳۸ : ۳۰)

اس نسب نامہ میں چار عورتوں کا بھی ذکر ہے۔ جن میں سے تمر کو آپ جان چکے ہیں۔ باقی تین کا تعارف حسب ذیل ہے (۱) راحاب غیر قوم کی تھی۔ کسبی یعنی فاحشہ تھی۔ (بائبل کتاب یشوع ۶ : ۱۷) (۲) روت بھی یہودن نہیں تھی۔ اس عورت نے بوعز سے زنا کرانے کے لئے مقدور بھر جتن کئے۔ اپنی ساس کی ہدایات کے مطابق نہا دھو خوشبو لگا کر اور اپنی پوشاک پہن کر رات کے وقت چپکے چپکے گئی اور بوعز کے پاؤں کھول کر لیٹ گئی۔ (بائبل کتاب روت باب ۳)

(۳) اوریاہ کی بیوی بت سبع نہایت خوب صورت تھی۔ داؤدؑ نے اپنے محل کی چھت پر ٹہلتے ہوئے اسے دیکھا تو وہ نہا رہی تھی۔ داؤدؑ نے بلا کر اس سے زنا کیا وہ حاملہ ہو گئی۔ داؤدؑ نے انتہائی کوشش کی کہ وہ حمل اس کے خاوند کے ذمے لگ جائے۔ ناکامی پر اس بیچارے کو جنگ پر بھیج کر مروا دیا۔ بعد ازاں اس عورت سے باقاعدہ شادی کی۔ (بائبل کتاب ۲۔ سموئیل ابواب ۱۱، ۱۲)

۱۴۔ شاگردانِ مسیحؑ

مسیحؑ کے بارہ شاگرد تھے۔ یہ ان کے خاص پیروکار اور ہمراہی تھے۔ مسیحؑ نے اپنے شاگرد پطرس سے کہا:

"میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا۔ اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بندھے گا۔ اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا۔ وہ آسمان پر کھلے گا۔" (متی ۱۶ : ۱۹)

مزید لکھا ہے :-

"اس وقت یسوعؑ اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا۔ کہ اسے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جائے۔ اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جائے۔ اور تیسرے دن جی اٹھے۔ اس پر پطرس اس کو الگ لے جا کر ملامت کرنے لگا۔ کہ اے خداوند خدا نہ کرے یہ تجھ پر ہرگز نہیں آنے کا۔ اس نے پھر کر پطرس سے کہا۔ اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو۔ تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔ کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال کرتا ہے"۔ (متی ۱۶ : ۲۱ تا ۲۳)

چنانچہ شاگرد خاص پطرس نے مسیحؑ کی پیش گوئی کے مطابق یہودیوں کے پوچھنے پر تین بار مسیحؑ پر لعنت بھیج کر کہا۔ کہ میں اس آدمی (یعنی مسیحؑ) کو نہیں جانتا۔ (تفصیلات متی ۲۶ : ۶۹ تا ۷۵)

ایک دوسرا شاگرد یہوداہ اسکریوتی مسیحؑ کو پکڑوانے کے لئے علمائے یہود کے ساتھ مل گیا۔ ان سے تیس روپے تول کر وصول کئے (متی ۲۶ : ۱۵) اور مسیحؑ کا بوسہ لے کر اس کی نشان دہی کی (متی ۲۶ : ۴۸ - ۴۹)

اس شاگرد کے بارے میں مسیحؑ کا قول ہے :-

لیکن اس آدمی پر افسوس جس کے وسیلے سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے (اناجیل کے مطابق مسیحؑ اپنے آپ کو اکثر ابن آدم کہا کرتا تھا۔ اسلم) اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا ہوتا۔ (مرقس ۱۴ : ۲۱)

ایک موقع پر ان کے حوصلہ شکن رویہ سے جل بھن کر مسیحؑ نے انہیں

"اے کم اعتقادو" کہہ کر خطاب کیا۔ بہر کیف جب مسیح گرفتار کر لیا گیا۔ تو سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر ایک جوان اپنے ننگے بدن پر مہین چادر اوڑھے ہوئے اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسے لوگوں نے پکڑا مگر وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا" (انجیل مرقس ۱۴: ۵۰، ۵۱، ۵۲)

مسیح کی کمائی کا ماحصل یہی شاگرد تھے۔ اس کے نزدیک ان شاگردوں کا مقام بہت بلند تھا۔ اس نے ان کو ناپاک روحوں پر اختیار بخشا۔ کہ ان کو نکالیں۔ اور ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری دور کریں (متی ۱۰: ۱) لیکن مسیح کے جیتے جی ان کی کارکردگی اور "اختیار" کا دائرہ کار جاننے کے لئے اس اقتباس کا مطالعہ ضروری ہے:

"اور جب وہ بھیڑ کے پاس پہنچے تو ایک آدمی اس کے پاس آیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر کہا۔ اے خداوند میرے بیٹے پر رحم کر۔ کیونکہ اس کو مرگی آتی ہے۔ اور وہ بہت دکھ اٹھاتا ہے۔ اس لئے کہ اکثر آگ اور پانی میں گر پڑتا ہے۔ اور میں اس کو تیرے شاگردوں کے پاس لایا تھا۔ مگر وہ اسے اچھا نہ کر سکے۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ اے بے اعتقاد اور کج رو نسل میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔ کب تک تمہاری برداشت کروں گا؟ اسے یہاں میرے پاس لاؤ۔ یسوع نے اسے جھڑکا۔ اور بدروح اس سے نکل گئی۔ اور وہ لڑکا اسی گھڑی اچھا ہو گیا۔ تب شاگردوں نے یسوع کے پاس آ کر خلوت میں کہا کہ ہم اس کو کیوں نہ نکال سکے؟ اس نے ان سے کہا۔ اپنے ایمان کی کمی

کے سبب سے کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا۔ اور وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی"۔

(متی ۱۷: ۱۹-۲۰)

یعنی شاگردانِ رشید رائی کے دانہ برابر ایمان سے بھی محروم اور تہی دامن تھے۔

۱۵۔ خدا کی بیوی

پروفیسر فشر میسیحیت میں کنواریوں کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"چوتھی صدی میں پہلے سے ہی ان میں گہرے رنگ کا لباس پہننے کا رواج تھا۔ بشپ (بڑا پادری۔ اسلم) اپنے ہاتھوں سے ان کا ڈھنوں والا گھونگھٹ نکالتا تھا۔ یہ اس امر کی نشانی تھی۔ کہ وہ خدا سے بیاہی ہوئی تھی"۔

(فشر کی تاریخ کلیسیا صفحہ ۶۲)

رفتہ رفتہ وہ وقت آیا کہ مریم کی پوجا کرنے والے راہب کنواری مریم کو "والدہ خدا" کہنے لگے۔" (فشر کی تاریخ کلیسیا باب ۳)

انسائیکلو پیڈیا برٹینکا کے الفاظ میں "خدا کو جننے والی" کا خطاب راسخ العقیدہ لوگ مدت سے استعمال کرتے آئے تھے۔ جسے بڑھتی ہوئی مریم پوجا نے بہت ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔

(تفصیلات انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۶ صفحات ۲۵۱-۲۵۵)

پادری جے علی بخش تفسیر قرآن جلد اول مطبوعہ ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۱۴۸ پر تشریح کرتے ہیں:۔

"بعض بدعتی مریم مقدسہ کو آسمانی ملکہ کہتے ہیں۔ اس سے بھی سننے والوں کو یہ دھوکا لگا کہ مریم مقدسہ (معاذ اللہ) خدا کی جورو"

صاحبو! سننے پڑھنے والوں کو مریم کے خدا کی جورو ہونے کا دھوکہ فی زمانہ بھی لگ سکتا ہے۔ شراب پرانی ہی ہے۔ بس بوتل نئی ہے۔

علامہ پال ارنسٹ نے لکھا ہے:

"حضرت مریم خدا باپ کی بیٹی ہے۔ خدا بیٹے کی ماں ہے۔ اور خدا روح القدس کی روحانی دلہن ہے" (حقیقت المسیح صفحہ ۱۰۹)

واضح ہو کہ مسیحی عقیدہ میں خدا، روح القدس بھی عین خدا ہے۔ عام مسیحی اور غیر مسیحی تو یہی سمجھیں گے کہ مریم خدا کی ایک عام دلہن ہے۔ خدا کے بیٹے کی ماں ہونا پہلے سے مانتے (سمجھتے) ہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک مریم کو خدا کی بیچ بیچ کی دلہن ماننے کا راستہ صاف ہے۔

اس موضوع پر رومن کیتھولک مسیحیوں کا عقیدہ بڑا صاف اور واضح ہے چنانچہ اردو ترجمہ رومن کیتھولک بائبل مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء میں بائبل کی کتاب نشید الانا نشید کے تعارف میں لکھا ہے:

"بعض روحانی مصنفین ان باتوں کے علاوہ اس کتاب میں کامل ارواح اور خصوصاً خاتون مبارک مقدسہ مریم کنواری کے ساتھ خدائے مہربان کے ناقابل بیان وصال کا ذکر پاتے ہیں۔

۱۶۔ خدا کا بیٹا

اس عقیدہ نے کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ مسیح کو خدا کا حقیقی اور جسمانی بیٹا سمجھا جاتا رہا

ہے ۔ مسیحی عقائد میں یہ گنجائش ہے ۔ فی زمانہ بھی جوں کی توں موجود ہے ۔ علامہ پال ارنسٹ نے لکھا ہے :

" چونکہ وہ کنواری کا بیٹا ہے ۔ اس لئے براہِ راست خدا ہی اس کا باپ ہے "

(حقیقت المسیح صفحہ ۱۱۰)

ویسے تو سب کے سب یہودی خدا کے فرزند ہیں (استثنا ۱۴ : ۱) ہر شخص بھی مسیحیت قبول کرتے ہی خدا کے بیٹوں میں شامل ہو جاتا ہے ۔ یہ سبھی بیٹے روحانی اور پیار کے معنوں میں ہیں ۔ اسی طرح مسیح بھی خصوصی تعلق کی وجہ سے روحانی اور مجازی معنوں میں خدا کا بیٹا ہے ۔

ہم نے مسیحیوں کے فی زمانہ معروف اور مروّج عقائد ہی کا ذکر کیا ہے ۔ اور جدید تحقیقات کی روشنی میں وہ لوگ جن معتقدات کو چھوڑ چکے ہیں ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے ۔ مثلاً یونین تھیولاجیکل سیمنری نیویارک کے پروفیسر فریڈرک سی گرانٹ رقم طراز ہیں :

" کبھی کسی دور میں یسوع کو خدا کے بیٹے کے انسانی روپ میں آنے ، خدا کا مکاشفہ دینے والے اور نسل انسانی کا نجات دہندہ ہونے کا ہردلعزیز نظریہ کلیسا (مسیحی امت ۔ اسلم) کا ایمان تھا ۔ اس کی بنیاد یا تو سبھی اناجیل میں بیان کردہ معجزات کی کہانیاں تھیں یا اس کے عقل و فہم سے بالاتر دعاوی تھے ۔ جو یوحنا کی انجیل میں بیان کئے گئے ہیں ۔ اب یہ نظریہ بالکل غیر مناسب تسلیم کیا جاتا ہے "

(امریکی انسائیکلو پیڈیا مطبوعہ ۱۹۶۹ ، جلد ۱۶ صفحہ ۵۰۴ کالم ۲)

یہ ہے بائبل کا پیش کردہ مسیح جس پر اس کی اپنی قوم ایمان نہ لائی اور اسے

مصلوبی کی لعنتی موت مروا کر دم لیا۔ اس کے اپنے بہن بھائی اور ماں تک اس پر ایمان نہ لائے۔ جس کے خاص الخاص بارہ شاگردوں پر مشتمل مختصر سی جماعت بھی رائی بھر ایمان سے محروم تھی۔ جس نے مسیح کی گرفتاری کے وقت مزید افسوس ناک رویہ کا مظاہرہ کیا۔ خدا معلوم کس پر بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ:

"مذہب نے مسیح کو نسلِ انسانی کا آئیڈیل اور رہنما چن کر کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔" (تفسیر بائبل صفحہ ۲۷۱)

حضرت مسیح علیہ السلام کی شان ازروئے قرآن

اب ہم مسیحیوں کے مذکورہ عقائد کے بارے میں قرآن مجید کی تعلیمات نمبروار بیان کریں گے۔

۱۔ الوہیتِ مسیح

اسلامی عقیدہ کی رو سے خالق خدا کے علاوہ کسی اور کو مقامِ الوہیت (خدا ہونے) کا شرف حاصل نہیں ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک مکرم بندہ تھے۔ جس کی قرآنی وضاحت حسب ذیل ہے۔

خدا اس تمام بھری پڑی کائنات کا واحد خالق اور بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ البتہ لوگوں نے ایسی ہستیوں کو خدا بنا رکھا ہے۔ جو کچھ پیدا کرنا تو درکنار خود بھی مخلوق ہیں۔ اپنے بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتیں

نہ ہی موت زندگی اور مر کر جی اٹھنا ان کے بس میں ہے۔
(قرآن سورۃ الفرقان مطالب آیات ۱، ۲) وہ ذات پاک حیّ اور قیوم
ہے (سورۃ البقرہ آیت ۲۵۵) یعنی خود زندہ ہے۔ ایسا زندہ
جسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ نہ اس کے اوّل کی کوئی حد ہے نہ آخر کی
وہ اپنی ذات میں قائم ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیحؑ کو ان کی ماں حضرت مریم صدیقہ نے عام انسانی طریق کے
مطابق جنا تھا (سورۂ مریم آیت ۲۳)

وہ خدا کا بندہ تھا، نبی تھا۔ نماز ادا کرتا اور زکوٰۃ دیتا تھا (مریم آیات ۳۰-۳۱)

مسیح کے لئے خدا کا بندہ کہلانا باعثِ شرم نہیں ہے (النساء: ۱۷۲)

مسیحؑ کھانا کھاتا تھا (مائدہ : ۷۵)

حق تعالیٰ مسیح، مریمؑ اور تمام اہلِ زمین کو ہلاک کرنا چاہے۔ تو کسی کے
رکاوٹ بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (مائدہ ۱۷)

مسیحی کتب مقدسہ مذکورہ اسلامی عقائد کی مؤید ہیں۔ الوہیتِ مسیحؑ
کا مسیحی عقیدہ مسیحؑ کے بعد کی پیداوار ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو تورات
کے اس نعرہ کے علم بردار تھے:۔

"اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔"

(انجیل مرقس ۱۲ : ۲۹)

مسیحؑ کی مریمؑ سے پیدائش مسیحی مسلمات میں سے ہے۔ مسیحؑ خدا کا بندہ اور نبی تھا
انجیل یوحنا میں ہے "یسوعؑ نے ان سے کہا میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے

کی مرضی کے موافق عمل کروں۔ اور اس کا کام پورا کروں" (یوحنا ۴ : ۳۴)

انجیل متی کے باب ۲۱ میں صراحت ہے:

"اور جب صبح کو پھر شہر کو جا رہا تھا اسے بھوک لگی اور راہ کے کنارے انجیر کا ایک درخت دیکھ کر اس کے پاس گیا اور پتوں کے سوا اس میں کچھ نہ پا کر اس سے کہا۔ کہ آیندہ تجھ میں کبھی پھل نہ لگے۔ اور انجیر کا درخت اسی دم سوکھ گیا۔"

مسیح کیا ہی خوب خدا تھا۔ جسے بھوک لگ گئی اور اسے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ موسم انجیر کے پھل دینے کا نہیں ہے۔ درخت غریب بے موت مارا گیا۔

واضح ہو کہ مسیحیوں کے اکثر و بیشتر عقائد و عبادات مسیح کی تعلیمات نہیں ہیں۔ انہیں وقتاً فوقتاً حسب ضرورت مسیحی علماء کی کونسلوں، کمیٹیوں اور مجلسوں نے پاس کیا تھا۔ چنانچہ قسطنطنیہ کی دوسری عام مجلس منعقدہ ۵۵۳ء میں یہ عقیدہ پاس کیا گیا تھا کہ:

"تین الٰہی شخصوں میں سے ایک صلیب پر مر گیا۔"

(کلیسیا دی تواریخ مصنفہ فادر رتیفرڈ او۔ ایف۔ کیپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۴)

پادری رتیفرڈ تشریح کرتے ہیں:

"تعلیم کے مطابق یہ بات بالکل درست ہے کہ پاک تثلیث کا دوسرا شخص خدا بیٹا صلیب پر مر گیا۔"

اب آگے چلیے ۱۹۶۰ء کے دہے میں مرکیہ میں ایک تحریک بنام ریڈیکل تھیولوجی اٹھی تھی جس کا مقصد دہریت کی بنیاد پر مسیحیت کی دوبارہ تعمیر ہے۔ اس کے دو اصول ہیں۔ کہ خدا انسانی تجربہ میں مر گیا تھا۔ لیکن

یسوع ناصری کی پیروی اب بھی ممکن ہے۔

(THE WORLD'S RELIGIONS, P. 423)

۲۔ مسیح پوجا

قرآن پاک نے دے دے بات ہی ایک کہی ہے۔ کہ عبادت اور پوجا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کرنی چاہیے۔ (سورۃ کہف آیت ۱۰) تمام انبیاء علیہم السّلام نسل انسانی کو فقط یہی سبق دیتے آئے ہیں۔ مسیح علیہ السّلام بھی خدا تعالیٰ کے ایک نبی ہی تھے۔ انہوں نے بھی بنی اسرائیل کو یہی سکھایا کہ:

"بے شک اللہ تعالیٰ میرا اور تمہارا رب ہے۔ اسی کی پوجا کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔" (سورۃ مریم ترجمہ آیت ۳۶)

انجیل متی میں بوضاحت لکھا ہے۔ کہ جب شیطان مسیح کو آزما رہا تھا تو اس نے دنیا کی سب سلطنتیں اور شان و شوکت مسیح کو دکھا کر کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ اس پر:

"یسوع نے اس سے کہا۔ اے شیطان دُور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" (متی ۴ : ۱۰)

۳۔ تثلیث

جب کہ مذکورہ بالا دونوں مقالات سے واضح ہے حضرت مسیح علیہ السّلام سیدھی سادی توحید کے قائل تھے تثلیث آں جناب کی تعلیم نہیں تھی۔ وضاحتاً عرض ہے کہ مسیحیوں سے پیشتر تثلیث کثیر اقوامِ عالم کا عقیدہ تھا۔ ابرڈین یونیورسٹی سکاٹ لینڈ میں شعبہ مطالعہ مذاہب کے سربراہ پروفیسر انڈریو والز بتاتے ہیں۔ کہ آئرلینڈ سے

بے کرانا طولیہ تک بشمول جرمن، رومی، یونانی، قدیم ایرانی اور ویدوں کے مذاہب میں خدا کو تثلیث میں مانا جاتا تھا۔ (THE WORLD'S RELGIONS, P. 115) مصری بھی تثلیث کے قائل تھے۔ البتہ سب کی شکل اپنی اپنی تھی۔ مسیحیوں میں یہ عقیدہ باقاعدہ طور پر ناسیہ کونسل منعقدہ ۳۲۵ء میں پاس کیا گیا تھا۔ کونسل منعقدہ قسطنطنیہ ۳۸۱ء اور سپین کے شہر ٹولیڈو میں منعقدہ کونسل ۵۸۹ء میں بھی اس عقیدہ میں تبدیلیاں کی گئیں۔ آج تک اس عقیدہ کے الفاظ و تفصیلات متفقہ نہیں ہیں۔ (فشر کی تاریخ کلیسیا صفحات ۱۳۲، ۱۳۱) بائبل کے مشہور مفسر پادری ڈملو لکھتے ہیں۔

"اگرچہ مسئلہ تثلیث کی صحیح مذہبی تعریف ایک طویل ارتقائی عمل کا نتیجہ تھی جو پانچویں صدی بلکہ اس میں بھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ (تفسیر بائبل صفحہ ۱۰۲۲) بہر حال فی زمانہ نئی نئی تحقیقات، مطالعہ، انکشافات اور دریافتوں کے نتائج کی بنا پر مسیحی کتب مقدسہ میں جو ایک دو ادھورے حوالے تھے، وہ بھی جدید انگریزی تراجم میں خارج یا مشکوک قرار دیدئے گئے ہیں۔ تثلیث کے حق میں سب سے بڑا اور آخری حوالہ مسیح کا یہ قول تھا:

"پس تم جاکر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔ اور ان کو باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔" (متی ۲۸ : ۱۹)

پادری ڈملو لکھتے ہیں کہ زمانہ حال کے بعض نقاد اس درس کو الحاقی یا کم از کم مسیح کا ایک غیر مصدقہ قول مانتے ہیں۔ (تفسیر بائبل صـ ۷۲۱)

چنانچہ مغربی مسیحی دنیا کا ایک بڑا حصہ تثلیث کو ترک کر چکا ہے۔ مشرقی

ممالک میں یہ روشنی ابھی کم پہنچی ہے۔

الحمدللہ کہ قرآنِ پاک نے ہر قسم کی تثلیث کی تردید کی ہے۔ اور ماننے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جنہوں نے کہا۔ اللہ تین میں سے ایک ہے۔ بے شک وہ کافر ہوئے۔ حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں۔"

(مائدۃ ترجمہ آیت ۷۳)

"تثلیث پرست اقوام کو ہدایت ہے:

"اور نہ کہو۔ خدا تین ہیں۔ اس بات کو چھوڑ دو۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا"

(نساء ترجمہ آیت ۱۷۱)

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ مسیحی جس ذات کو الوہیت کا سرچشمہ خدا باپ کہتے ہیں۔ (میزان الحق مصنفہ پادری سی جی فانڈر ڈی ڈی صفحہ ۲۲۸) قرآن صرف اسی ذات کو اللہ تعالےٰ قرار دیتا ہے۔ اور صرف اسی کی خدائی، خالقیت اور عبادت کا علمبردار ہے۔

۴۔ تجسیمِ خداوندی

کسی ہستی کو انسانی جامہ میں خدا سمجھنا کفر و شرک ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے کہا بے شک اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا۔ اے بنی اسرائیل اس اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ تعالےٰ کا شریک ٹھہرایا۔ سو اللہ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ

ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔" (سورۃ المائدہ ترجمہ آیت ۷۲)

تجسمِ خداوندی کا عقیدہ بھی مسیحیت ہی سے مخصوص نہیں ہے۔ یہ کئی مشرقی مذاہب خصوصاً ہندوستانی مذاہب کا امتیازی نشان ہے برہمنی تعلیم کے مطابق تثلیثی دیوتاؤں میں سے ایک وشنو نے کئی بار جسم اختیار کیا۔" (تفسیر بائبل صہ ۱۷)

پس ضروری تھا کہ مسیحی تثلیث کے دوسرے خدا کے بارے میں بھی ایسا ہی عقیدہ اختیار کیا جاتا۔ آخر مسیحی کس کی بہو بیٹی سے کم ہیں؟

(۵) مجسم کلام

جب کوئی کام عام اسباب سے ہٹ کر ہو، اور اس سے نتائج بھی عمومی نہیں بلکہ خصوصی مرتب ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ اس کام کو اپنی ہی طرف منسوب فرما لیتا ہے۔ جنگِ بدر میں اللہ تعالےٰ نے اپنی خصوصی رحمت اور نصرت سے مسلمانوں کو فتح دی۔ جس سے ۳۱۳ بے سروسامان مسلمان ایک ہزار مسلح دشمنوں پر غالب آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی طرف ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جو ان کی آنکھوں میں جا پڑیں اور وہ پریشان ہو کر بھاگنے لگے تو مسلمانوں نے انہیں قتل کیا۔ اور فتح حاصل کی۔ چونکہ ان کنکریوں کے پھینکنے سے وہ نتائج برآمد ہوئے جو ایک انسان کے پھینکنے سے نہیں ہو سکتے تھے۔ انسان کی پھینکی ہوئی کنکریاں تو نیچے گرتی تھیں۔ کافروں کی آنکھوں میں تو نہیں گھس سکتی تھیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کافروں کو قتل کرنے اور کنکریاں پھینکنے کو اپنا فعل

قرار دیا اور فرمایا:

"سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں قتل کیا۔ اور تو نے مٹھی نہیں پھینکی تھی۔ جبکہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔ تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان کرے۔" (سورۂ انفال ترجمہ آیت ۱۷)

بائیبل سے بھی ہمارے مذکورہ بالا موقف کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے جانشین یشوعؑ نے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نصرت سے کنعان، فلسطین کا ملک۔ موجودہ اسرائیل) فتح کیا۔ اللہ کریم کی طرف سے بنی اسرائیلیوں پہ احسان جتایا گیا۔

"اور میں نے تمہارے آگے زنبوروں کو بھیجا۔ جنہوں نے دونوں اموری بادشاہوں کو تمہارے سامنے سے بھگا دیا۔ یہ نہ تمہاری تلوار اور نہ تمہاری کمان سے ہوا۔" (بائیبل کتاب یشوعؑ ۲۴ : ۱۲)

ایسے امور کے مد نظر لکھا ہے:

"اور یشوعؑ نے سب بادشاہوں پر اور ان کے ملک پر ایک ہی وقت میں تسلط حاصل کیا اس لئے کہ خداوند اسرائیل کا خدا اسرائیل کی خاطر لڑا" (یشوعؑ)

اللہ تعالےٰ نے جب کوئی کام کرنا ہو۔ تو اسے ہو جانے کا حکم دے دیتا ہے۔ پس وہ کام ہو جاتا ہے۔ کلمہ "کُن" کے معنی ہیں "ہو جا" چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی تمام اسباب سے ہٹ کر حق تعالیٰ کے خصوصی حکم سے ہوئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو خاص اپنی ہی طرف منسوب کر لیا۔ اور مسیح علیہ السلام کو اپنا

کلمہ یا کلام قرار دے دیا۔ (النساء ۱۷۱) حالانکہ سبھی انسانوں کی پیدائش اسی قادر و کریم خدا کے حکم کُن سے ہی ہوتی ہے۔ اور سبھی اسی کا کلمہ ہیں۔

لیکن ہمارے مسیحی بھائی کلمہ کُن کو انجیل یوحنا کا بیان کردہ کلام قرار دے کر قرآن سے بھی مسیح کو کلام مجسم ثابت کیا کرتے ہیں۔ جو قرآنی منشا اور اسلامی معتقدات کے سراسر برعکس ہے۔ لطف کی بات تو یہ ہے انجیل یوحنا کے شروع میں "کلام" کے نام سے یونانی فلسفہ پیش کیا گیا ہے۔ پادری چرچ لکھتے ہیں:

"یہ خیال یونانی لفظ "لوگاس" سے لیا گیا ہے۔ (تعلیم الٰہی مصنفہ پادری جے اے چرچ ایم-اے، ایم آر سی ایس ترجمہ ڈبلیو ڈی چوہدری بی اے مطبوعہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۶۸)

پروفیسر فشر نے لکھا ہے:-

"جسٹن شہید پہلا شخص تھا جس نے مسیحیت میں کلام یا لوگاس کے مجسم ہونے کے نظریہ کو رواج دیا۔" (تاریخ کلیسیا ص ۱۸)

لیجئے "کلام" کے ڈھول کا پول کھل گیا۔ یہ سرے سے یونانی کھیل ہے جس کا حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں

۶- مسیح ملعون

ہمارے معزز قارئین مطالعہ فرما چکے ہیں کہ مروجہ مسیحیت کی بنیاد مسیح اور شریعت کا لعنتی ہونا ہے نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات حضرت مسیح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے ایک معزز بندے اور صاحبِ کتاب نبی تھے۔ (سورۃ مریم آیت ۳۰) زندگی بھر اللہ کریم

کے فرمان بردار رہے۔ (مریم ۳۱) ماں کے خدمت گذار تھے۔ سرکش اور بدبخت نہیں تھے (مریم ۳۲) پیدائش موت اور قیامت کے روز جی اٹھنے کے تمام مواقع پر آپ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مورد ہوں گے۔ (مریم ۳۳)

عربی زبان میں لعنت کے معنی ہیں۔ حق تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جانا جس ذات بابرکات کی صفات اللہ کریم نے اوپر بیان فرمائی ہیں۔ وہ ملعون ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حق تعالےٰ کے حضور کسی انسان کے لئے نبی سے بڑھ کر درجہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نبی کے معزز و مکرم عہدہ پر فائز تھے۔ نبی کی وساطت سے تو اس کی امت پر سے لعنتیں اور آفتیں دور ہوتی ہیں۔ اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس کے لعنتی ہونے کا سوال ہی کہاں؟ جناب مسیحؑ ساری عمر اللہ تعالےٰ کے فرماں بردار اور اپنی والدہ ماجدہ کے اطاعت شعار رہے ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ لعنتیں نہیں۔

حضرت مسیحؑ جس دن پیدا ہوئے اللہ کریم نے آپؑ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے پیدا ہوتے ہی اپنی والدہ ماجدہ کی صفائی پیش کی۔ یوں ان پر سے اور اپنے پر سے یہود نامسعود کی بہتان تراشیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ (سورہ مریم آیت ۳۰ وغیرہ)

مسیحیوں کا مسیحؑ کے متعلق لعنتی موت مرنے کا عقیدہ غلط ہے جناب مصلوب نہیں ہوئے تھے۔ جب آپ پر موت وارد ہو گی اور قیامت کے روز جی کر اٹھیں گے۔ تو بھی ان پر حق تعالےٰ کی رحمتیں

ہی رحمتیں نازل ہوں گی (مریم آیت ۳۳)

۷۔ مصلوبی کی لعنتی موت

مسیحی مسیح کی لعنتی موت کے قایل ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں ان کے اس باطل اور شرمناک عقیدہ کی قطعی تردید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اور نہ انہوں نے اسے صلیب پر مارا (نساء ترجمہ آیت ۱۵۷)

جدید تحقیقات نے اس قرآنی صداقت کو روز روشن کیطرح واضح کیا ہے اور حضرت مسیح کے مصلوبی کی لعنتی موت مرنے کی بطالت کی ہے بہتر ہوگا کہ اس بحث میں پڑنے سے پیشتر اس کی بنیاد سمجھ لی جائے۔ بائبل کی مروجہ تورات کی کتاب استثنا میں لکھا ہے:

"اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو۔ جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے تو اس کی لاش رات بھر درخت سے لٹکی نہ رہے۔ بلکہ تو اسی دن اسے دفن کر دینا کیونکہ جسے پھانسی ملتی ہے۔ وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے" (استثنا ۲۱، ۲۲، ۲۳)

یعنی پہلے آدمی کو مار کر پھر اس کی لاش درخت کے ساتھ لٹکا دی جائے یہ تھا یہودیوں کے نزدیک لعنتی موت کا تصور۔ اس سزا کا اطلاق کتاب یشوع میں پڑھنے میں آتا ہے۔ یشوع نے پانچ کنعانی بادشاہ زندہ پکڑے۔ ان کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر انہیں موت کی نیند سلایا۔ اور پھر ان کی لاشوں کو پانچ درختوں پر ٹانگ دیا۔

(کتاب یشوع باب ۱۰)

مسیحی عقیدہ کے مطابق مسیح کو ✝ شکل کی صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔

پھانسی نہیں دیا گیا تھا۔ بائبل کے انگریزی اور اردو تراجم میں صلیب کا لفظ ہی آتا ہے تاہم بعض مقامات حقائق کی پردہ داری بھی کرتے ہیں۔ ہم صرف ایک ہی حوالہ کا مطالعہ کریں گے۔ مسیحیوں کی اپنی مخصوص کتب مقدسہ میں سے پولس کے خطوط سب سے پہلے لکھے گئے تھے۔ گلیتون کے نام خط میں مرقوم ہے:

"مسیح نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی کاٹھ پہ لٹکایا گیا سو لعنتی ہے۔" (بائبل اردو ترجمہ ۱۸۷۰ء گلیتون ۳: ۱۳)

موجودہ اردو ترجمہ ۱۹۳۰ء میں کیا گیا تھا۔ میرے پاس اس کا نظر ثانی شدہ نسخہ مطبوعہ ۱۹۷۴ء ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں:

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔"

شاہ جیمز کی انگریزی بائبل میں الفاظ یہ ہیں:

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی درخت سے لٹکایا گیا وہ ملعون ہے"

انگریزی ترجمہ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن ۱۹۷۱ء میں یہ درس اس طرح ہے:

"مسیح نے ہمارے لئے لعنتی بن کر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی درخت پر لٹکایا جاتا ہے۔ ملعون ہو۔"

قارئین کرام! کاٹھ لکڑی اور درخت کی تثلیث کے چکر میں نہ پھنسئے ہیں مختلف تراجم کے دیگر اختلافات پر بھی نگاہ رکھتے چلیں۔

انگریزی گڈنیوز بائبل ۱۹۷۰ء میں الفاظ یہ ہیں :

"لیکن ہمارے لئے لعنت بن کر مسیح نے ہمیں اس لعنت سے چھڑایا ہے جو شریعت لاتی ہے۔ کیونکہ کتاب مقدس میں لکھا ہے "جو کوئی درخت پر لٹکایا، خدا کی لعنت کے ماتحت ہے۔"

انگریزی بائبل دی نیو انگلش بائبل بھی رہ نہ جائے :

"ہمارے لئے لعنتی بن کر مسیح ہمارے لئے شریعت کی لعنت سے آزادی دیا ہے۔ کیونکہ کتاب مقدس کہتی ہے۔ "ہر اس پر لعنت جو کاٹھ پہ لٹکایا جاتا ہے"

اردو ترجمہ رومن کیتھولک بائبل "کلام مقدس" مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء میں اس درس کو پڑھا گیا ہے :

"مسیح نے ہمارے بدلے میں ملعون ہو کر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے "جو دار پر لٹکایا گیا وہ ملعون ہے"۔

ان دنوں میں بفضلہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام پر ایک جامع اور مبسوط کتاب لکھ رہا ہوں۔ اس میں زیر بحث مسئلہ پر سیر حاصل بحثیں کی جائیں گی۔ اتنی سی بات تو بائبل کے صرف ایک حوالہ کے مختلف تراجم ہی نا بت کر چکے ہیں۔ کہ مسیح کی مصلوبی کا مروجہ عقیدہ غلط ہے۔ اور قرآن مجید کی چودہ صد سالہ پیشتر بیان کی ہوئی صداقت بجا و درست

مزید برآں یہودیوں کے ہاں لعنتی موت کا تصور اور اس سزا کا اطلاق ہم نے یہودی اور مسیحی کتب مقدسہ سے ہی واضح کر دیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک مسیحیوں کی صلیب کا کوئی تصور نہیں تھا۔ اس لئے اناجیل میں یہودیوں کی زبانی

رومی حاکم سے یہ اصرار کہ :

"اس کو مصلوب کر مصلوب !" (انجیل لوقا ۲۳ : ۲۱)

بھی بالکل غلط اور خلافِ حقائق ہے ۔ ہائے کسی کا کیسا اچھا شعر ہے ۔

تذکرے تو بزم میں دار و رسن کے تھے
رفتہ رفتہ ان کی زلف پر شکن تک آ گئے

۸۔ مصلوبی سے پہلے ذلّت آمیز سلوک

حق و باطل کی معرکہ آرائی کے دوران اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام کفار و منکرین کے ہاتھوں قتل تو ہو سکتے ہیں ۔ لیکن قادر و قہار اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنی ان برگزیدہ ہستیوں کو بدکاروں اور منکرین کے ہاتھوں اس طرح ذلیل و خوار نہیں ہونے دیتا ۔ انبیاء کرام لاوارث اور مالِ غنیمت ہوتے ۔ ان کی پشت پر حق تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے (سورہ طٰہٰ آیت ۴۷)

وہ کمزوری و قتل سے ہم کنار ہو سکتے ہیں ۔ ذلت ۔ بے عزتی اور مذکورہ قسم کے ٹھٹھوں میں ہرگز ہرگز نہیں اڑائے جا سکتے ۔ چنانچہ قرآن پاک میں تصریح ہے کہ اللہ پاک کے ہاں مسیح علیہ السلام مسیحیوں کے مذکورہ عقائد سے بلند و بالا ، دنیا و آخرت میں عزت و وجاہت والے اور مقرب ہیں ۔ (آل عمران ۴۵) جن سے حق تعالیٰ نے منکرین و معاندین کو ذلت آمیز سلوک قطعاً نہ کرنے دیا ۔

۹۔ مسیح کا تجرّد

حق تعالیٰ کے حضور ہماری پرسوز دعا ہے کہ وہ ہمارے مسیحی بھائیوں کو عقل و خرد اور شعور و فہم

کی نعمتوں سے نوازے کہ وہ اپنی بدکرداریوں کا جواز پیدا کرنے اور اپنی کج رویوں کو جائز ٹھہرانے کے لئے مسیحؑ کے بارے میں شرمناک اور ان کی شان کے خلاف نظریات قائم نہ کریں۔ بیسویں صدی کی ہوش ربا تعلیمی اور تہذیبی ترقی کے دور میں بھی مسیحی مسیحؑ کو خدا خدا پکارتے نہیں تھکتے۔ اپنے خدا کے مرتبہ کا کچھ تو لحاظ کریں۔ اگر محبت انس و عقیدت اور عزت و احترام یہ ہے۔ تو خدا معلوم پھر دشمنی اور بدخواہی کسے کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں مسیح علیہ السلام نیکوکار اور زاہد کامل، جہانوں سے افضل، برگزیدہ اور حق تعالیٰ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنے والے تھے (انعام ۸۵ تا ۸۷) جن کی پاک شخصیت کے بارے میں اخلاق کے معمولی درجہ سے گری ہوئی بات بھی منسوب نہیں کی جا سکتی۔

۱۰۔ ماں سے سلوک

اگر مسیحؑ کی ماں اپنے بیٹے پر ایمان نہیں لاتی تھی اور اسے سچا نہیں سمجھتی تھی۔ تو بھی مسیحؑ کو اپنی ماں سے اس طرح خطاب نہیں کرنا چاہئے تھا۔ قرآن پاک میں بتایا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ گستاخ۔ سرکش اور بدبخت نہیں تھے۔ کہ بزرگوں اور نیکوکاروں سے درشت کلامی کرتے (سورۃ مریم آیت ۳۲)

۱۱۔ کفارہ

اس نظریہ پر موجودہ تباہ کن تہذیب مغرب کی تعمیر ہوئی ہے۔ بس مسیحؑ پر ایمان لاؤ۔ کہ وہ ہمارے گناہوں کے لئے صلیب [illegible] بدکاری، فحاشی اور عیاشی کرو۔ کوئی

پوچھ گچھ نہیں ہوگی ۔ مفت کی نجات کے مزے اڑائے گے

مسیحؑ تو پابندِ شریعت تھے ۔ شریعت کا ترویج و احیاء ان کی حیاتِ طیبہ کا مشن تھا ۔ تورات اور انبیاءِ سابقہ کی تعلیم بھی یہی تھی ۔ مسیحؑ کے نسلِ انسانی کے گناہوں کے لئے صلیب پر لٹکنے کے نظریہ کی تشہیر مسیحؑ کسی نے بھی تبلیغ نہیں کی تھی ۔ قرآن مجید میں ایک انتہائی جامع اور اکمل شریعت بیان ہوئی ہے ۔ اور نجات کے لئے جابجا شرعی احکام کی تعمیل اور نیک اعمال پر ہی زور دیا گیا ہے ۔ تبرکاً ایک حوالہ تحریر خدمت ہے :

" جو شخص بھی نیک عمل کرے گا ۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے " (سورہ نحل : ۹۷)

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے کے مصداق کفارہ پر انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی تحقیقات تحریر خدمت ہیں :

" یہ امر قابلِ غور ہے کہ مسیحی فلسفہ کی پہلی صدیوں میں کفارہ کے نظریات کو انتہائی خفیف سہارا ملتا ہے ۔ جو بعد میں بہت عام ہو گئے تھے ۔ قدیم ترین علماء نہیں مانتے تھے ۔ کہ مسیحؑ (کی مصلوبی ۔ اسلم) کے مصائب کی وجہ سے خدا کا غضب دوسروں پر سے ٹل گیا تھا یعنی یہ کہ مسیحؑ نے ہماری طرف سے سزا بھگتی تھی ۔ اور اس کی صلیب پر لٹکنے کی فرماں برداری ہمارے کھاتے میں ڈال دی گئی تھی صدہا برس بعد مصلحین (یعنی پروٹسٹنٹ فرقہ کے علمبردار مارٹن لوتھر اور اس کے ساتھیوں ۔ اسلم) نے دوسروں کے لئے کفارہ بننے کے نظریہ

کا خاکہ کھینچا اور اسے باقاعدہ ٹھوس شکل میں مرتب کیا۔ انہیں پختہ یقین تھا کہ انسانی گناہ دائمی شریعت کی نافرمانی ہے۔ جس کی بنیاد خدا کی ہستی ہی میں موجود ہے۔ اور خدا کے عدل کا اظہار ہے۔ جسے پورا کیا جانا چاہیئے۔ پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے عقیدوں میں یہی اعتقاد شامل ہے۔ اور اسے قانونی اور میکانکی استعاروں سے اس طرح واضح کیا گیا ہے۔ کہ جدید دینیات کا امتیازی نشان اس کی ہر شکل سے کھلی بغاوت ہے"!

(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا مطبوعہ ۱۹۶۰ء جلد ۵ صفحہ ۶۳۴ کالم ۱)

یعنی جدید دور کے مسیحی کفارہ کے نظریہ کو بالکل رد کر چکے ہیں اور یوں بالواسطہ طور پر قرآنی نظریہ نجات بر بجا آوری شریعت پر ایمان لے آئے ہیں

۱۲۔ مفت کی نجات

قرآنی تعلیمات کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام پابندِ شریعت تھے۔ (مریم ۳۱) بعض اشیاء جو از روئے تورات یہودیوں پہ حرام تھیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے ان کے لئے حلال قرار دیں۔ (آلِ عمران ۵۰) مسیحی کتب مقدسہ سے بھی مسیح کا پابندِ شریعت ہونا ہی عیاں ہے۔ انجیل متی میں بھی مسیح کا قول مندرج ہے "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا

نہ ہو جائے پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا۔ اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا" (متی ۵: ۱۷ تا ۱۹)

مسیحؑ نے ایک کوڑھی کو تندرست کر کے کہا:

"جا کر اپنے تئیں کاہن (یہودی مولوی۔ اسلم) کو دکھا۔ اور جو نذر موسیٰؑ نے مقرر کی ہے۔ اسے گذران تاکہ ان کے لئے گواہی ہو" (متی ۸: ۴)

یاد رہے کہ تورات کی کتاب احبار میں (۱۲، ۱۳، ۱۴) تین ابواب کوڑھیوں کے لئے مخصوص ہیں۔

مسیحؑ نے علماء یہود کو خطاب فرمایا:

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پودینہ اور سونف اور زیرہ پر تو دہ یکی (یہودی زکوٰۃ دس فی صد ہوتی تھی۔ اسلم) دیتے ہو۔ پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف، رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے۔ اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو۔ (متی ۲۳: ۲۳-۲۴)

مسیحؑ نے ایک یہودی عالم کو جواب دیا سب حکموں میں اول حکم یہ ہے:

"اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (مرقس ۱۲: ۲۹)

لیکن جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں مسیح علیہ السلام کے موجودہ پیروکار شریعت کی ہدایات و احکام کے بغیر مادر پدر آزاد زندگی گذارنے کے قائل ہیں۔ اور مسیحؑ

کی توحید پرستی کے مقابلہ میں مسیحؑ کی خدائی اور تثلیث ایسے خود ساختہ اور ہنوز زیر بحث و زیر تکمیل عقائد اپنائے ہوئے ہیں۔

؎ خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

وہ مسیحؑ کی بجائے مسیحؑ کے ایک دانا دشمن پولس کے پیروکار ہیں۔ جس نے تعلیم دی۔ "آدمی شریعت کے اعمال سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیحؑ پر ایمان لانے سے راستباز ٹھہرتا ہے۔" (بائبل۔ گلیتون ۲ : ۱۶)

"مسیحؑ نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔" (گلیتون ۳ : ۱۳)

پولوس نے حرام و حلال کی شرعی تعلیمات ان الفاظ سے برباد کیں:

"جو کچھ قصابوں کی دکانوں پہ بکتا ہے۔ وہ کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو۔۔ اگر بے ایمانوں میں سے کوئی تمہاری دعوت کرے اور تم جانے پہ راضی ہو۔ تو جو کچھ تمہارے آگے رکھا جائے اسے کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب سے کچھ نہ پوچھو" (۱۔ کرنتھیون ۱۰ : ۲۵، ۲۷)

پولوس نے مسیحی کی تعلیم کا کس طرح ستیاناس کیا۔ اور مسیحؑ کے مشن کو کس طرح غتر بود کیا۔ اس کی ایک اور مثال اس کے قلم سے پڑھ لیجئے:

"پس آؤ مسیحؑ کی تعلیم کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں۔ اور مردہ کاموں سے توبہ کرنے اور خدا پر ایمان لانے کی اور بپتسموں اور ہاتھ رکھنے اور مردوں کے جی اٹھنے اور ابدی عدالت کی تعلیم کی بنیاد دوبارہ نہ ڈالیں اور خدا چاہے تو ہم یہی کریں گے۔" (عبرانیوں ۶ : ۱-۳)

۱۳۔ مسیح کا نسب نامہ

حضرت مسیح علیہ السلام کو مسیحیوں کے گندے اور فاسد الزامات سے پاک ثابت کرنے کے لئے قرآن حکیم میں جناب کو مسیحؑ ابن مریم پکارا گیا ہے (مثلاً آل عمران آیت ۴۵) حضرت بی بی مریم صدیقہ آل عمران یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے لاوی کی نسل سے تھیں۔ (آل عمران ۳۵) چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام بی بی مریم کے واسطہ سے آل عمران سے تھے۔ اس لئے داؤد کی نسل سے نہیں تھے۔ اور یوں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہوداہ کی نسل سے نہ ہونے کے باعث زانیوں، زانیاؤں اور بدکار عورتوں کی اولاد میں سے ہرگز ہرگز نہیں تھے۔ آپ ایک پاک دامن عابدہ و زاہدہ اور قابلِ فخر کردار کی مالکہ حضرت مریم طاہرہ کے نورِ نظر تھے (سورہ مریم رکوع ۲)

اب ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے بدکار مردوں اور عورتوں کی اولاد سے نہ ہونے کے ضمن میں قرآنی بیانات کی وضاحت اور بائبل کے ایسے بیانات کی بطالت کے لئے بائبل کا واجبی سا مطالعہ کریں گے۔

پہلا ثبوت

توراۃ کا ایک اصول ہے:

"کوئی حرامزادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے"

(استثناء ۲۳ : ۲)

"خداوند کی جماعت میں داخل ہونے کی وضاحت میں یہودی مفسر ڈاکٹر جے ایچ ہرٹز لکھتے ہیں "قوم سے شمار کیا جائے۔ اس لئے اسے

اسرائیلی عورت سے شادی کی اجازت نہیں ہوگی۔"

(THE PENTATEUCH AND HAFTORAHS EDITED BY DR. J.H. HERTZ C.H. LATE CHIEF RABBI OF THE BRITISH EMPIRE: 1979, P 846, COL. 2.)

یعنی ایسا شخص بنی اسرائیل میں سے شمار نہیں ہوگا۔ اور کسی اسرائیلی عورت سے شادی نہیں کر سکے گا۔ پادری ڈملو نے "خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہونے" کی، الفاظ میں تفسیر کی ہے:

"نہ صرف یہ کہ وہ کاہن نہیں بن سکیں گے بلکہ اسرائیلی قوم کے معمولی فرد بھی نہیں رہیں گے۔ جو سب کے سب "خدا کے مقدس" ہیں" (تفسیر بائبل صفحہ ۱۲۲) "دسویں پشت تک" کی تفسیر "ہرگز نہیں" کرتے ہیں (ایضاً) یعنی نہ صرف حرامزادہ بلکہ اس کی اولاد میں سے بھی کوئی فرد اسرائیلی قوم میں سے ہرگز شمار نہیں کیا جائے گا۔

اب قارئین کرام! انجیل متی کا نسب نامہ شروع سے ایک نظر پھر پڑھ لیں کہ مسیح کا ایک جد امجد فارص، یہوداہ اور اس کی بہو تمر کے زنا سے پیدا ہونے والا بچہ تھا جس کی اولاد سے داؤد اور مسیح تھے جو از روئے تورات اسرائیلی قوم سے بھی شمار نہیں کئے جا سکتے، چہ جائیکہ مسیح کو نبی (متی ۲۱: ۱۱) ہادی (متی ۲۲: ۱۱) اور استاد (متی ۱۲: ۳۹) تسلیم کیا جائے۔ نیز اگر خدا نے انسانی جامہ پہننا ہی تھا تو اسے مسیح کے علاوہ کوئی بھلا مانس نہ مل سکا؟ قحط الرجال کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے

دوسرا ثبوت خدا معلوم یہودی اور مسیحی مسیحؑ کو داؤدؑ کے خاندان سے کیسے مانتے ہیں۔ دونوں قوموں کے نظریات کا فرق سمجھ لیں۔ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیحؑ ابھی تک برپا نہیں ہوا۔ البتہ جب آئے گا تو داؤدؑ کی نسل سے ہوگا اور یہیں اقوامِ عالم کے مظالم سے نجات دلائے گا۔ مسیحی کہتے ہیں کہ داؤدؑ کے خاندان والا مسیحؑ آچکا۔ خیر، متی کے نسب نامہ (۱ : ۱۴) میں داؤدؑ کا ایک پڑپوتا یکونیاہ لکھا ہے۔ جس سے متعلق بائبل کی کتاب یرمیاہ کی لعنت کے الفاظ یہ ہیں:

”اے زمین زمین زمین! خداوند کا کلام سن۔ خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ اس آدمی کو بے اولاد لکھو جو اپنے دنوں میں اقبال مندی کا منہ نہ دیکھے گا۔ کیونکہ اس کی اولاد میں سے کبھی ایسا اقبال مند نہ ہوگا۔ کہ داؤدؑ کے تخت پر بیٹھے اور یہوداہ پر سلطنت کرے۔“

(یرمیاہ ۲۲ : ۲۹، ۳۰)

کہیئے ایسے ڈوسیہ کی اولاد میں مندرجہ ذیل صفات والے مسیحؑ کا پیدا ہونا کیسے ممکن ہے؟ فرشتہ مریمؑ کو مسیحؑ کی پیدائش کی خوش خبری دیتا ہے:

”وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤدؑ کا تخت اسے دے گا۔ اور وہ یعقوبؑ کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔“

(لوقا ۱ : ۳۲، ۳۳)

۱۴۔ شاگردانِ مسیحؑ جب حضرت مسیح علیہ السّلام کو یہودیوں نے سچا نبی تسلیم نہ کیا۔ تو آپ پریشان ہوئے اور صدا لگائی کہ کون مجھ پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کے دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت میں میرا ساتھ دے گا؟

توجن خوش قسمت افراد نے آپ کی پُر درد آواز پر لبیک کہا اور حضرت کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے۔ قرآن پاک میں انہیں حواری پکارا گیا ہے۔ (آل عمران ۵۱، صف ۱۴)

یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کے پاک نبی کی صحبت میں رہنے والے، ان سے براہ راست فیض پانے والے اور جناب کے خصوصی تربیت یافتہ تھے۔ آپ کی کمائی کا ماحصل یہی بندگان خدا معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی، شان بندہ پروری اور ذرہ نوازی سے ان کے جذبۂ اخلاص کی قدر فرماتے ہوئے ان کو انصار اللہ یعنی اللہ تعالیٰ (کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت مسیحؑ) کی مدد کرنے والوں کے معزز لقب سے یاد فرمایا۔

۱۵۔ خدا کی بیوی

صدیوں پیشتر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں دیوتاؤں کے بارے میں لوگوں کے عجیب و غریب عقائد تھے۔ پادری ڈملو اس دور کی مذہبی حالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پہلی نظر میں اس زمانہ کی مذہبی حالت پریشان کن تھی۔ آسمان کے دیوتا زمین کے دیوتا۔ پاتال کے دیوتا۔ دیوتاؤں کے خاندان، باپ اور مائیں بیٹے اور بیٹیاں۔ شہروں اور پہاڑوں کے مقامی دیوتا۔ یہ دیوتا قدرت کی تمام طاقتوں کی نمائندگی کرتے اور ان میں حصہ لیتے، ہمیں حیران اور پریشان کرتے ہیں" (تفسیر بائبل صفحہ xvii)

مسیحیوں سے پہلے ایسے حالات و عقائد کی موجودگی میں مسیحیوں کا مریم صدیقہ کو (نعوذ باللہ) خدا کی بیوی قرار دینا عجیب نہیں تھا۔ نزولِ قرآن کے دنوں

مریم سے اندھی عقیدت ، مریم پوجا اور مریم کو خدا کی بیوی سمجھنے کے عقائد زوروں پہ تھے ۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تمام اقوام کے باطل عقائد کی تردید فرمائی :

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۔ کہ خدا کی بیوی نہیں ہے (سورۃ انعام آیت ۱۰۱) خدا بے مثل ذات ہے (سورۃ شوریٰ آیت ۱۱) بیوی کا تصور اس کی شان کے شایاں نہیں ہے

لطف کی بات تو یہ ہے کہ کبھی مسیحیت میں مریم کو خدا کی بیوی کا عقیدہ جاری وساری تھا ۔ اور اسے نہ ماننے والے بدعتی قرار دیئے جاتے تھے ۔

لیکن فی زمانہ قرآنی اعلان کی فتح سمجھئے کہ مریم کو خدا کی بیوی ماننے والوں کو بدعتی کہا جاتا ہے ۔ علامہ پال ارنسٹ بی ۔ اے نائٹ آف سینٹ سلویسٹر تو پاؤں پہ پانی ہی نہیں پڑنے دیتے ۔ انہوں نے قرآن پاک کے خدا کی بیوی نہ ہونے کے فرمان پر طویل پر جوش تقریر کی ہے ۔ جسے ہم طوالت کے خوف سے درج نہیں کر سکتے ۔ تاہم قارئین کرام ایک فقرہ کی لذت سے لطف اندوز ہو ہی لیں : "پس ہم اپنے مسلم برادران سے بہتر طور پر جانتے ہیں کہ خدا کی بیوی نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے ۔" (حقیقت المسیح ص ۱۱۵)

اسے کہتے ہیں کہ آگ لینے آئی گھر والی بن بیٹھی ۔ یار لوگ اسلام سے خوشہ چینی کرتے کرتے اسلامی دعاوی کے علم بردار بن گئے ۔ اور مسلمانوں کو ہی غرانے لگے ۔ یا للعجب !

مزید عرض ہے کہ قدیم مسیحی مریم کو "خدا کو جننے والی" قرار دیتے تھے ۔ بیسویں صدی کا عقیدہ تحریر خدمت ہے :

"خدا کی ذات کے اندر باپ کا کام بیٹے کو جننا اور روح القدس کو

منبثق کرتا ہے۔ بیٹے کا کام جننا نہیں بلکہ جنا جانا اور روح القدس کو منبثق کرنا ہے۔ روح القدس کا کام جننا اور جنا جانا نہیں بلکہ باپ اور بیٹے سے منبثق ہونا ہے۔ (حقیقت المسیح صہ ۱۰۹)

چونکہ قرآن مجید تا قیامت ایک کارآمد کتاب ہے۔ اس نے مسیحیوں کے جدید عقیدہ کی تردید چودہ سو برس پیشتر ہی کر دی تھی۔ کہ لَمْ یَلِدْ (سورہ اخلاص آیت ۲) خدا نے کسی کو نہیں جنا۔

۶۔ خدا کا بیٹا

علامہ پال ارنسٹ لکھتے ہیں:

"ابنیتِ مسیح کو نہ ماننے والوں اور اس پر اعتراض کرنے والوں نے اس بات کے جاننے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ کہ مسیح کو مسیحی کس معنی میں خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ اگر ہم ان کو سمجھائیں تو سمجھنا نہیں چاہتے۔ اور اگر کچھ تھوڑا بہت سمجھیں تو یاد رکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ اور جب کبھی پھر ابنیت پر بحث کرتے ہیں۔ تو وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں۔ یعنی پھر وہی اعتراضات کرتے ہیں۔ جو ہماری تعلیم پر تو نہیں پڑ سکتے۔ لیکن ہماری جو تعلیم انہوں نے فرض کر رکھی ہے۔ اس پر پڑتے ہیں یعنی اس جسمانی، نفسانی اور مادی ابنیت پر"
(حقیقت المسیح صہ ۱۱۵)

خدا کی بیوی کے سلسلے میں ہم بتا چکے ہیں۔ کہ یہودیوں کی آبائی سرزمین میں خدا کے بیٹوں، بیٹیوں اور انہیں ماننے والوں کی کمی نہیں تھی۔ دور کیوں جائیں۔ بائبل کا ہی مطالعہ کافی ہے۔ لکھا ہے:

"جب روئے زمین پر آدمی بہت بڑھنے لگے اور ان کی بیٹیاں پیدا ہوئیں تو خدا کے بیٹوں نے آدمی کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وہ خوب صورت ہیں اور جن کو انہوں نے چنا ان سے بیاہ کر لیا۔ ان دنوں میں زمین پر جبار تھے اور بعد میں جب خدا کے بیٹے انسان کی بیٹیوں کے پاس گئے تو ان کے لئے ان سے اولاد ہوئی یہی قدیم زمانہ کے سورما ہیں۔ جو بڑے نامور ہوئے ہیں۔"

(پیدائش ۶: ۱ - ۴)

یہودی مفسر ڈاکٹر جے ایچ ہرٹز اور پادری ڈملو ان دروس کی تفسیر کرتے وقت تاویلات کی دلدل میں دھنستے ہی جاتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کتاب پیدائش کے ابتدائی قصص بابلیوں ہی کی روایات سے ماخوذ ہیں۔

(تفصیلات ڈملو کی تفسیر صفحہ xxxii)

تو ان بیٹوں کو خدا کے حقیقی بیٹے ماننے سے فرار ناممکنات سے ٹھہرا۔ جسے یار لوگ مانتے تو ہیں لیکن زبان اور نوک قلم پر نہیں لا سکتے۔ ڈاکٹر ہرٹز تسلیم کرتے ہیں

"بہت سی قدیم اقوام اپنے آپ کو دیوتاؤں اور انسانوں کی اولاد مانتی تھیں۔ یہ رشتہ جسمانی ہی خیال کیا جاتا تھا۔" (یہودی تفسیر ص ۸۰۶)

* * * *

ان حالات میں مسیحیوں کا مریم کو خدا کی جورو اور مسیح کو خدا کا حقیقی اور صلبی بیٹا ماننا عجب نہیں تھا۔ بہر صورت قرآن مجید نے خدا کے بیٹے کی ہر شکل کی تردید فرمائی ہے

(۱) خدا کا کوئی صلبی بیٹا بیٹی نہیں ہے (سورہ اخلاص آیت ۲)

(۲) اس کا کوئی منہ بولا یا تبنیٰ بیٹا نہیں ہے (الفرقان ۲)

(۳) خدا کا! یہاں کسی کا خدا کا بیٹا ہونے کا اصول ہی غلط ہے (سورہ یونس ۶۸ اور مائدہ آیت ۷۰) یہاں پیار محبت۔ مجاز۔ استعارہ ہر قسم کے بیٹے کی بطالت مقصود ہے۔

حضرت مسیحؑ کی ذات بابرکات کے بارے میں مسیحی اور مسلم اقوام کے عقائد کا موازنہ پیش کیا ہے۔ تو اس ضمن میں ابھی ایک اور فریق باقی ہے۔ اگر مسیحی جنابؑ کی عقیدت میں ان کا مرتبہ بڑھاتے بڑھاتے انہیں خدائی تک لے گئے کبھی لعنتی کہہ دیا گیا (اپنے مذموم مقاصد (مثلاً مفت کی نجات اور عیاشی) کی تکمیل کے لئے خلاف شان عقائد ان کی طرف منسوب کر دیئے۔ تو یہودیوں نے مسیحی دشمنی میں اخلاق اور عقل و خرد کی حدود پھلانگ ماریں۔ یہود نامسعود کے دعاوی کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

یہودی عقائد	اسلامی عقائد
۱۔ ولادت مسیح ۔ حضرت مسیحؑ اور بی بی مریم صدیقہ کے بارے میں یہودیوں کے فاسد عقائد کا خلاصہ یہودیوں کی احادیث و روایات کی کتاب "طالمود" سے تحریر خدمت ہے۔ "پینتھر نامی رومی سپاہی کے ناجائز	حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق کلام حکیم کا سارا زور بیان آنجناب کی پاک شخصیت کی صفائی پر ہی صرف ہوا ہے۔ قرآن مجید نے چھ صد برس بعد نازل ہو کر یہودیوں کے عقائد بد کی تردید فرمائی اور دنیا کو صراحتہ بتایا۔ کہ حضرت بی بی مریم صدیقہ

یہودی عقائد

بیٹے کی حیثیت سے پیدا ہوا یسوع (یونانی یشوع) جادو کے کام کرتا تھا داناؤں کا مذاق اڑاتا تھا۔ لوگوں کو بہکاتا اور انتشار پھیلاتا تھا۔ اپنے گرد پانچ شاگرد اکٹھے کئے۔ عید فسح کی شام کو پھانسی پر لٹکایا (صلیب دیا) گیا

(انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مطبوعہ ۱۹۷۴ء جلد ۱۰ ص ۱۴۵ کالم ۱)

۲۔ معجزات مسیحی مسیح کے معجزات بیان کرتے نہیں تھکتے۔ جبکہ یہودی ان معجزات کو پرکاہ کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔ ان کے قبیح عقائد اناجیل میں ہی مذکور ہیں مثلاً مسیح نے ایک گونگے سے بدروح نکال دی اور وہ بولنے لگا۔ تو علماء یہود نے الزاماً اس معجزہ سے انکار کیا اور بدنیتی سے کہا:

اسلامی عقائد

باعصمت خاتون تھیں۔ (سورۂ تحریم آیت ۱۲) اللہ کریم کی برگزیدہ، طاہرہ اور سب جہانوں کی عورتوں سے افضل تھیں (آل عمران ۴۲) وہ عام انسانی طریق سے ہٹ کر محض اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ سے حاملہ ہوئیں۔ مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے۔

(سورۂ مریم رکوع ۲)

قرآن پاک کی سورۂ المائدہ آیت ۱۱۰ میں مسیح علیہ السلام کے بعض معجزات کا ذکر خیر ہوا ہے۔ کہ جناب کا اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینا مُردوں کو جلانا وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ مسیح علیہ السلام اللہ کے ایک برگزیدہ نبی تھے۔ (مریم ۳۰) یہ معجزات ان کی صداقت کی نشانیاں تھیں جو ان کی نبوت کے ثبوت میں ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوتی تھیں

"یہ تو بدروحوں کے سردار کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے"

(متی ۱۰ : ۳۴)

۲- **بدروح** "مسیح میں بدروح ہے۔ اور وہ دیوانہ ہے" (یوحنا ۱۰ : ۲۰)

حضرت مسیحؑ میں بدروح نہیں تھی نہ آپ دیوانے تھے۔ مسیحؑ کی حکیمانہ تعلیمات جو قرآن پاک میں بیان ہوئی ہیں۔ کیا بدروح اور دیوانگی کے حامل اشخاص ایسی باتیں کر سکتے ہیں؟ قرآن پاک نے مسیحؑ کی شخصیت کا جو بلند و بالا نقشہ پیش کیا ہے۔ اس میں بدروح اور دیوانگی کی قطعی گنجائش نہیں ہے۔ بدروح کی خصوصی تردید کے لئے اللہ پاک نے حضرت مسیحؑ کو اپنی روح فرمایا ہے (سورۂ مائدہ ۵ : ۱۷۱) ایسی خاص الخاص ہستی کے بارے میں بدروح کا امکان کہاں؟ مسیحؑ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ والے اور مقرب تھے نیکوکاروں میں سے تھے۔ (آلِ عمران ۳ : ۴۵-۴۶) وہ نیکوکار انبیاء کرام کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے سارے جہان والوں سے افضل تھے (انعام ۶ : ۸۶)

۳- **بدکردار** یہودی الزام دیتے تھے "کھاؤ اور شرابی محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار"

(متی ۱۱ : ۱۹)

ان کے بارے میں یہودیوں کے الزامات کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا

۱۔ مقامِ مسیحؑ

تاریخ انبیاء کرام میں صرف مسیح علیہ السلام ہی ایک ایسی شخصیت ہیں۔ جن کی ذات بابرکات زبردست الجھاؤ کا شکار ہے۔ بائبل کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ کہ مسیحؑ کے حینِ حیات ہی لوگ آپ کے اصل مقام کو نہیں سمجھ پائے تھے اور جتنے منہ اتنی باتیں کے مصداق کوئی انہیں کچھ مانتا تھا تو دوسرا کچھ کہتا تھا چنانچہ لکھا ہے:

"پس جب یسوعؑ قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا۔ تو اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم (یعنی مجھے۔ مسیحؑ۔ اسلم) کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں (یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ اسلم) بعض ایلیاہ (ایک قدیم نبی۔ اسلم) بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے کہا۔ مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا۔ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیحؑ ہے۔"
(متی ۱۶: ۱۳-۱۶)

ادھر اس بیان کے آخر میں لکھا ہے:

"اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا۔ کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں"
(متی ۱۶: ۲۰)

یعنی مسیحؑ خود بھی نہیں چاہتا تھا۔ کہ لوگ اس کی شخصیت کا صحیح ادراک کرسکیں۔ مزید پڑھیے:

"بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصریہ کا نبی یسوعؑ ہے (متی ۲۱: ۱۱)

انجیل یوحنا میں لکھا ہے:

"اوروں نے کہا یہ مسیح ہے اور بعض نے کہا کیوں؟ کیا مسیح گلیل سے آئے گا؟ کیا کتابِ مقدس میں یہ نہیں آیا۔ کہ مسیح داؤد کی نسل اور بیت لحم کے گاؤں سے آئے گا۔ جہاں کا داؤد تھا۔ پس لوگوں میں اس کے سبب سے اختلاف ہوا" (یوحنا ۷: ۴۱ تا ۴۳)

۲۔ تمثیلوں سے استفادہ

مسیح یہودیوں کو تمثیلوں کی مدد سے تعلیم دیتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے: "بے تمثیل ان سے کچھ نہ کہتا تھا" (مرقس ۴: ۳۴)

تمثیلوں میں کلام کرنے کی وجہ بھی سمجھ لیں:

"جب وہ اکیلا رہ گیا تو اس کے ساتھیوں نے بارہ سمیت اس سے ان تمثیلوں کی بابت پوچھا۔ اس نے ان سے کہا۔ کہ تم کو خدا کی بادشاہی کا بھید دیا گیا ہے۔ مگر ان کے لئے جو باہر ہیں۔ سب باتیں تمثیلوں میں ہوتی ہیں۔ تاکہ وہ دیکھتے ہوئے دیکھیں اور معلوم نہ کریں اور سنتے ہوئے سنیں اور نہ سمجھیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ رجوع لائیں۔ اور معافی پائیں"

(مرقس ۴: ۱۰ - ۱۲)

۳۔ حاصلِ کلام

یعنی مسیح کی زندگی میں ہی کسی نے ان کے اصل مقام کو نہ سمجھا۔ اور وہ خود بھی اس معمہ کا حل نہیں چاہتے تھے۔ ان کی یہ خواہش بھی تھی کہ لوگ ان کی تعلیم سے مستفید نہ ہو سکیں۔ تو اگر ان کے بعد ان کے بارے میں عقائد اور ان کی

تعلیمات سے نظری انتشار، فکری پراگندگی اور نظریاتی کشمکش کے علاوہ اور کچھ پلے نہ پڑے۔ تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔

قارئین کرام یہ جان کر حیران ہوں گے۔ کہ مسیح کے اصل مقام کا تعین کلیسیا (مسیحی امت۔ اسلم) کے لئے دردِ سر بنا ہوا ہے۔ تاریخِ کلیسیا ان بحثوں سے بھری پڑی ہے۔ تثلیث بھی اس سوال کا ہی ایک حل تھا۔ جو خود معمّہ بن گیا نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔ دو ہزار برس کی طویل بحث و تمحیص اور تحقیقات نے مسیح کا کوئی ٹھوس مقام تعین نہیں کیا۔ بلکہ اسے الجھایا ہی ہے۔ اس باغ میں نت نئے شگوفے پھوٹتے ہیں۔ جن میں سے بعض کی خوشبو قارئین کرام سونگھ چکے ہیں۔

خلاصۂ بحث

مسیحیت کا مزاج عجیب و غریب اور مذاہبِ عالم میں نرالا ہے۔

پادری لینڈرم لکھتے ہیں:

۴۔ مسیح کی اول حیثیت

جس شہادت کی وجہ سے مسیحی لوگ کتابِ مقدس کو زندہ خدا کا کلام مانتے ہیں۔ ہم اسے ایک ہی لفظ میں بیان کر سکتے ہیں۔ اور وہ لفظ مسیح ہے۔ مسیحی لوگ اس وجہ سے مسیح پر ایمان نہیں رکھتے کہ بائبل پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ برعکس اس کے وہ بائبل پر اس وجہ سے بھروسہ رکھتے ہیں کہ اس میں مسیح کو پاتے ہیں۔"

(مسیحی تعلیم کا خلاصہ تحریر پادری رابرٹ اے لینڈرم۔ ایم۔ اے ڈی ڈی ترجمہ پادری ولیم میچن ایم۔ اے مطبوعہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۴)

۵۔ بائبل کی ثانوی حیثیت

یعنی مسیحیوں کو ضرورت مسیح کی ہے۔ بائبل کی نہیں۔ وہ بائبل کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔ اور وہ بھی محض اس لئے کہ اس میں مسیح کو پاتے ہیں۔ یہی نظریہ مس اسٹیفن کے الفاظ میں پڑھیں:

"دیگر مذاہب میں مذہب کا مرکزی نکتہ بانیان مذہب کی تعلیم ہے لیکن مسیحیت میں واحد طور پر مرکزی نکتہ قیامتِ مسیح (یعنی مسیح کا مصلوبی کے بعد مر کر جی اٹھنا۔ اسلم) ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم پہاڑی وعظ میں یا آپ کے دیگر خطبات یا تمثیلاتِ ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔"

(تواریخ کلیسیا کا مجمل بیان مصنفہ مس ڈورتھیا اسٹیفن ترجمہ پادری اصغر فضل الہٰی پال مصنفہ ۱۹۶۰ ص ۱۸)

یہ حقیقت بھی مدنظر رہے کہ بطور اصل بھی مسیحی کتاب کو کماحقہٗ وقعت نہیں دیتے۔ گیرڈنر لکھتا ہے:

"اگر آپ کے ایمان کی بنیاد کتاب ہی پر بحیثیت کتاب کے ہے۔ تو آپ کے لئے کوئی راہ نہیں ہے، اول اس لئے کہ ہم دیکھتے ہیں، کہ بڑی سے بڑی احتیاط کے باوجود بھی اصل عبارت کے بعینہٖ نقل و تحریر کا کوئی ثبوت پہنچانا ناممکن ہے۔ دوم اس اصول سے حروف کی جس پابندی کے ساتھ پرواہ کی جاتی ہے۔ اس سے حروف کی پرستش اور اس کے نفسِ مطلب سے لاپرواہی کی طرف زیادہ طبیعت کا میلان

ہوتا ہے۔ خدا اپنے پاک صحیفہ کے حاشیے پر ہر اختلاف عبارت کو قائم رکھ کر ہمیں یہ سبق سکھاتا ہے؟ (الہام صـ۵۱)

۶۔ کلیسیا بائبل سے برتر

یہ امر خوب ملحوظ رہے کہ کلیسیا نے مسیحی کتب مقدسہ کو جنم دیا ہے۔ ان کتابوں کی وجہ سے کلیسیا معرض وجود میں نہیں آئی تھی۔ ڈاکٹر گور لکھتے ہیں:

"مسیحی ایمان کا حصر کلیسیا پر ہونا چاہیئے۔ نہ محض بائبل کی کتابوں پر کلیسیا کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے۔ کہ کلیسیا موجود تھی پہلے اور پیشتر اس کے کہ کتابیں لکھی گئیں۔ کلیسیا نے ایمان پر گواہی دی۔ ابتدائی مسیحی کتابیں یعنی مقدس پولوس کے خطوط خود اس بات کا ثبوت ہیں کہ کلیسیائیں ان سے پہلے موجود تھیں۔ اور ایمان پر گواہی دے رہی تھیں۔ خطوط کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسولوں کے عقیدے کا ایمان پہلے ہی سے رسولوں کی ہی تعلیم سمجھا جاتا تھا؟"

(مسائل کلیسیا تحریر ڈاکٹر گور ترجمہ جلال الدین عنبر مطبوعہ ۱۹۲۷ء صـ۹۶)

پادری رنیفرڈ کے الفاظ ہیں:

"کلیسیا (یعنی مسیحی امت۔ اسلم) لکھی ہوئی انجیل سے پہلے بن گئی تھی۔ بعد میں جب کلیسیا بہت بڑی ہو گئی۔ بہت ملکوں میں پھیل گئی تو کلیسیا کے پیروکاروں نے نیا عہد نامہ (بائبل کی خاص وہ کتابیں جنہیں صرف مسیحی مقدس سمجھتے ہیں۔ یہودی نہیں۔ اسلم) لکھا۔ جب وہ پورا ہوا تو کلیسیا کی

عمر ساٹھ برس تھی ۔"

(کلیسیا دی تواریخ مصنفہ فادر رنیفرڈ او۔ ایف۔ کیپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء ص۱۳)

واضح ہو کہ ان کتابوں کو الہام اور خدائی کلام کا سرٹیفیکیٹ بھی کلیسیا ہی نے دیا تھا۔ بقول رنیفرڈ:

"ہمیں اس بات کا بھی کلیسیا ہی کی معرفت پتہ چلا کہ انہوں نے خدا سے الہام پا کر لکھا تھا۔" (صفحہ ۱۴)

۷۔ مسیحی کتابوں کا پایۂ اعتبار؟

خاص مسیحی کتب مقدسہ میں چار انجیلیں شامل ہیں۔ مسیحؑ کی زندگی ان ہی میں بیان ہوئی ہے۔ جن سے متعلق ریو پرٹ چارلس یونیورسٹی آف ہیڈل برگ میں مطالعہ عہدِ جدید کے فاضل پروفیسر گنتھر بارن کم لکھتے ہیں:

"مسیحؑ کے بارے میں ابتدائی کلیسیا کے ایمان میں مروجہ مذہبی خیالات اور پہلے سے قائم مفروضات کی وجہ سے تیقن کے ساتھ مسیحؑ کی زندگی کے مصدقہ حالات لکھنا مشکل ہے۔"

(انسائیکلو پیڈیا برٹینکا مطبوعہ ۱۹۷۰ء جلد ۱۰ ص ۱۴۵ کالم ۱)

یعنی مسیحی کتب مقدسہ میں مسیحؑ کی تعلیم اور زندگی کی جو قلمی تصویر پیش کی گئی ہے۔ سب مشکوک ہے۔ ان تحریروں کی بنیاد مسیحؑ کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ یہ کتابیں لکھے جانے کے وقت کلیسیا میں جو عقائد، خیالات اور معتقدات مروج تھے وہ ان تصانیف کی بنیاد بنے تھے۔

پادری خورشید عالم ڈی ڈی لشپ آف پاکستان اپنے کھلے خط کے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں :

"۲۴؍اگست ۱۹۶۸ء کو فیتھ کانفرنس لندن میں ۴۶۰ لشپوں نے ۳۹ مسائل دین یعنی ثالوث اقدس، کلام اللہ یعنی ابن اللہ، عالم ارواح، قیامت — روح القدس، پاک نوشتے نجات کے لئے کافی ہیں، کو دینِ مسیحیت میں لازمی قبولیت کے خلاف رائے دی ہے۔"

یعنی تثلیث، مسیح کا مجسّم کلام ہونا، عالم ارواح، قیامت، روح القدس اور بائبل کا نجات کیلئے کافی ہونا کلیسیائے انگلستان کے ۳۹ مسائل دین میں شامل تھا۔ ۴۰۰ بڑے بڑے پادریوں کے فیصلہ کے مطابق یہ عقائد اب قابلِ قبول نہیں رہے۔ انہیں ۳۹ مسائل دین میں سے نکال دیا جانا چاہئیے

۸۔ حرفِ آخر

مختصر یہ کہ مسیحیوں کو مسیح کی ضرورت ہے بالخصوص بائبل کی نہیں۔ پھر بائبل کا اپنا بھی تو کوئی مقام نہیں ہے۔ جو کچھ کلیسیا مانتی تھی۔ جو خیالات اور معتقدات عوام الناس میں جاری و ساری تھے۔ لکھنے والوں نے قلم بند کر دیئے۔ انہوں نے تو یہ سوچ کر بھی نہیں لکھا تھا۔ کہ ہم کسی مقدس کتاب کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا مطبوعہ ۱۹۱۰ء جلد ۳ صفحہ ۸۷۲)

کلیسیا نے ان کتابوں کو خدائی کلام کا درجہ دے دیا تھا۔ جن میں تحریر کردہ مسیح کی زندگی یقینی اور قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ تو ان حالات میں جب کہ ضرورت مسیح کی ہے۔ اور مسیح کی قابلِ قدر، قابلِ قبول اور صحیح و درست شخصیت قرآن کریم نے پیش کی ہے۔ جو اگرچہ شریعت کے باغی مسیحیوں کو ہرگز ہرگز پسند نہیں

آئے گی۔ مگر ہمارے سلیم الفطرت اور حق پسند بھائی ہمارے موازنہ کو توجہ سے پڑھ کر ضرور منطقی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ اور بجائے بائبل کے کتبہ پر مشتمل خود ساختہ عقائد کو خیر باد کہہ کر قرآنی سچائیوں کو دل میں جگہ دیں گے۔ بائبل کا مسیح قطعاً اس قابل نہیں ہے کہ دنیا کو اس کی قبولیت کی دعوت دی جا سکے۔ قرآن کریم نے حضرت مسیحؑ کی قابلِ تسلیم تصویر پیش کی ہے۔ اور آپ کی شخصیت کے صحیح خدوخال اجاگر کئے ہیں۔ مسیحیوں کا یہ گیت اعترافِ حقیقت کا ڈنکے کی چوٹ اعلان ہے۔

؎ مولا پاک جاندا اے یسوعؑ دی شان نوں
جھوٹ نہیں میں کہندا پڑھ کے ویکھ لے قرآن نوں

امید واثق ہے کہ جس ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیحؑ کی شخصیت پر سے مرورِ زمانہ کے ڈالے ہوئے گرد و غبار صاف کر کے اسے صحیح شکل میں پیش کیا ہے۔ مسیحی اس پر اور اس پر نازل شدہ سچے کلام الٰہی قرآن مجید پر ایمان لا کر اللہ کریم کی رضا حاصل کریں گے۔ اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں گے۔ بفضلہ تعالیٰ۔

؎ کہیں ہم کو بھی دکھا دو اک کرن ہی ٹمٹمائی سی
کہ جگمگائے گا شبستاں ہم نہیں رہوں گے

محمد اسلم رانا